جوانہوں نے بعد میں تحریف دین اور معصیت الٰہی کے ارتکاب سے گنوالی۔اسی وجہ سے وہ اللہ کی طرف سے ذلت اوررسوائی کے مستحق ٹھہرے۔﴿ضربت عليهم الذلة أين ما ثقفوٓا إلا بحبل من الله وحبل من الناس وبآءو ا بغضب من الله﴾ [آل عمران ١١٢] پس وہ اس وقت ارض مقدسہ (فلسطین) کا بھی استحقاق نہیں رکھتے؛ کیونکہ اس کے اصل مستحق اوروارث اہل اسلام ہیں، جواللہ کے نیک اورمتقی بندے ہیں۔

ارض مقدسہ کو یہودیوں سے آزاد کرانے کا صرف ایک ہی راستہ ہے کہ مسلمان اپنے دین پر استقامت اختیارکریں اورقومیت وعربیت کی نعرہ بازی چھوڑ کر، اسلام کے جھنڈے تلے جمع ہوکر یہودیوں کے خلاف اعلان جنگ کریں تو وہ وقت دور نہیں جس کی پیشنگوئی نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام نے کی ہے:"تقاتلون اليهود حتى يختبئ أحدهم وراء الحجر فيقول يا مسلم هذا يهودي ورائي فاقتله" [البخاری ح ٢٩٢٥] "تم یہودیوں سے قتال کروگے، یہاں تک کہ ان میں سے کوئی پتھر کے پیچھے جا کر چھپ جائے تو وہ پتھر آگے سے بول اٹھے گا: اے مسلمان! میرے پیچھے یہودی ہے، اسے قتل کرو۔" [ابن العثیمین]

**تنبیہ**: اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بنی اسرائیل کے گناہوں کی پاداش میں ذلت اوررسوائی ان کا مقدر بنا ہے اور امت محمدیہ کو (خیر أمة) کے لقب سے نوازا گیا۔اس میں اس امر کی بھی تنبیہ ہے کہ انعامات الٰہی کسی خاص نسل کے ساتھ وابستہ نہیں ہیں؛ بلکہ یہ ایمان اور عمل کی بنیاد پر ملتے ہیں، اورایمان وعمل سے محرومی پر سلب کر لیے جاتے ہیں۔لہٰذا امت محمدیہ کو بھی اپنے اس عظیم اعزاز ربانی کو سنبھالنے کی فکر کرنی چاہیے کہ کہیں وہ اپنی بدعملیوں اورشرک وبدعات کی وجہ سے اس شرف کو نہ گنوالے اوران کا حال بھی وہی ہو، جو بنی اسرائیل کا ہوا ہے!!

فائدہ نمبر٦: (وأني فضلتكم على العالمين) سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ فضیلت ملنے کے اعتبار سے لوگوں کے آپس میں مختلف درجات ہیں۔حتی کہ انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام میں بھی یہ تفاضل موجود ہے کہ بعض انبیاء بعض سے زیادہ فضیلت رکھتے ہیں۔ارشاد ربانی ہے:﴿تلك الرسل فضلنا بعضهم على بعض﴾[البقرة ٢٥٣]، ﴿ولقد فضلنا بعض النبيين على بعض﴾ [بنی اسرائیل ٥٥، ابن العثیمین]

درس حدیث قسط: 2

# رحمۃ للعالمین ﷺ کی شفقت

ابو محمد عبدالوہاب خان

## شفاعت کے لیے رحمۃ للعالمین ﷺ کی تیاری:

﴿ومن الليل فتهجد به نافلة لک عسیٰ أن یبعثک ربک مقاماً محموداً﴾[الإسراء ۷۹]

التراث کی تاریخ میں پہلی بار ''درس حدیث'' کے لیے ایک قرآنی آیت کریمہ کا انتخاب ہوا ہے۔ عام اصطلاح سے ہٹ کر یہ انتخاب اس لیے کیا ہے کہ سلسلہ درس حدیث ہی کا جاری تھا۔ نیز یہ یاددہانی بھی پیش نظر تھی کہ اللہ تعالیٰ نے **قرآن مجید** کو **پانچ** جگہ صراحت کے ساتھ اور سولہ جگہ قرآنی واقعات وحقائق کو ''**حدیث**'' قرار دیا ہے۔ (تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے: التراث شمارہ 14 ص 61-62)

اس ''**حدیث الٰہی**'' میں اللہ رب العزت نے اپنے محبوب نبی ﷺ کو فرض نمازوں کے بعد نماز تہجد کا حکم فرمایا۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا ''أی الصلاة أفضل بعد المکتوبة ؟'' قال: ''صلاة اللیل'' [مسلم ح ۱۱۶۳] یعنی فرض نمازوں کے بعد تہجد افضل ترین نماز ہے۔

﴿نافلة لک﴾ کے مفہوم میں علمائے تفسیر کا اختلاف ہے:

۱۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے عوفی کی روایت ہے، اور طبریؒ نے ترجیح دی ہے کہ نماز تہجد رسول اللہ ﷺ پر فرض تھی۔

۲۔ مجاہد بن جبرؒ نے کہا کہ نماز تہجد رسول اللہ ﷺ کے لیے خاص طور پر نفل تھی، کیونکہ تمام امتیوں کی تہجد اور نفلی نمازیں گناہوں کی مغفرت کے لیے ہیں، لیکن آپ ﷺ کی عصمت کی وجہ سے تہجد آپ کی نفلی یعنی زائد عبادت ہے۔ [تفسیر القرآن العظیم ۴/۱۶۸] امام طبریؒ نے سورۃ النصر میں استغفار کے حکم کی روشنی میں اس قول کی تردید کی ہے۔ [جامع البیان فی تفسیر القرآن ۱۵/۹۶]

﴿عسیٰ أن یبعثک ربک مقاماً محموداً﴾ یعنی: نماز تہجد پابندی سے ادا کرتے رہیے اور امید رکھیے کہ آپ کا رب آپ ہی کو اس انتہائی قابل تعریف مقام پر فائز فرمائے گا۔

# گناہ کبیرہ کے مجرم ''زندانِ برزخ'' میں

رسول اللہ ﷺ نماز فجر کے بعد لوگوں سے خواب پوچھ کر تعبیر فرماتے تھے۔ایک روز آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''آج میں نے خواب میں دیکھا کہ دو آدمی آ کر مجھے ارض مقدس کی طرف لے گئے۔ اچانک میں نے بھیانک منظر دیکھا کہ ایک شخص بیٹھا ہوا ہے اور دوسرا شخص ہاتھ میں آہنی آنکڑا لیے کھڑا ہے، وہ اس کے منہ میں ڈال کر گدی تک چیرتا تھا۔ پھر منہ کی دوسری طرف کو بھی اسی طرح پھاڑتا تھا ، اتنے میں پہلی چیر پھر جڑ جاتی تھی اور وہ پھر اسی طرح کرتا تھا۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہو رہا ہے؟ میرے دونوں ساتھیوں نے کہا: آگے چلیے۔ پھر ہم آگے چلے تو ایک شخص گدی کے بل لیٹا ہوا تھا، دوسرا شخص اس کے سر پر ایک چٹان لیے کھڑا تھا، وہ اِس چٹان سے اُس شخص کا سر کچل دیتا تھا اور چٹان لڑھک جاتا تھا، اس کے چٹان لے کر واپس پہنچنے تک اس شخص کا سر پہلے کی طرح ٹھیک ہو جاتا تھا، وہ اسے پھر دے مارتا تھا۔ میں نے تعجب سے کہا: یہ کون ہے؟ میرے ساتھیوں نے کہا: آگے چلیے۔ پھر ہم آ کر تنور کی طرح ایک سوراخ کے قریب پہنچے جو اوپر سے تنگ اور نیچے سے بہت کشادہ تھا، اس کے نیچے آگ بھڑک رہی تھی ، جب آگ کے شعلے بلند ہوتے تو اس میں موجود لوگ آگ کے زور سے اوپر اٹھتے ، یہاں تک کہ باہر نکلنے کے قریب ہوتے ، جب آگ ذرا دھیمی ہو جاتی تو وہ نیچے گر پڑتے تھے اور اس کے اندر ننگے مرد اور ننگی عورتیں تھیں۔ میں نے دریافت کیا: یہ کون لوگ ہیں؟ ان دونوں نے عرض کیا: آگے چلیے۔ آگے چل کر ہم خون کے ایک دریا پر پہنچے، جس میں ایک آدمی کھڑا تھا، دریا کے کنارے دوسرا شخص تھا جس کے سامنے پتھروں کا ڈھیر تھا۔ دریا والا باہر نکلنے کے لیے آگے بڑھتا تو باہر کھڑا شخص اس کے منہ میں پتھر مار کر اسے پھر پیچھے اپنی جگہ تک ہٹا دیتا، وہ جب بھی باہر نکلنے کے لیے آگے بڑھتا تو وہ پتھر مار کر پیچھے دھتکار دیتا۔ میں نے پوچھا: یہ کیا ہو رہا ہے؟ ان دونوں نے کہا: آگے چلیے۔

پھر ہم چل کر ایک سرسبز و شاداب باغ میں پہنچے، جس میں ایک بہت بڑا درخت تھا، اس کی جڑ کے پاس ایک بزرگ اور بہت سے بچے تھے۔ اس درخت کے پاس ایک اور شخص تھا جو اپنے سامنے آگ جلا رہا تھا۔ میرے دونوں ساتھی مجھے لے کر درخت پر چڑھے اور مجھے ایک ایسے محل میں لے گئے، جس سے بڑھ کر میں نے کوئی خوبصورت چیز کبھی نہیں دیکھی ہے، اس کے اندر بزرگ اور جوان مرد، خواتین اور بچے تھے۔ پھر وہ دونوں مجھے وہاں سے نکال کر اس درخت پر مزید چڑھے اور مجھے ایک ایسے محل میں لے گئے جو پہلے محل سے کہیں بڑھ کر حسین اور بہتر تھا۔ اس میں بزرگ اور جوان مرد تھے۔

میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا: آج رات آپ لوگوں نے بہت سفر کرایا ہے، اب مجھے ان چیزوں کی حقیقت بیان کریں جو میں نے دیکھی ہیں۔ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں، وہ شخص جس کے جبڑوں کو چیر پھاڑ کرتے دیکھا وہ بہت بااثر جھوٹا شخص تھا، وہ ایسے **جھوٹ بولتا** جو اس کے حوالے سے زمین کے آخری حدود تک پھیل جاتا تھا۔ اس کے ساتھ یہی سلوک **قیامت تک لگاتار** جاری رہے گا۔ اور جس کے سر کو کچلا جارہا تھا، اسے اللہ نے **قرآن مجید** کا علم دیا تھا، تو وہ اسے پڑھے بغیر رات بھر سوتا رہا اور دن کو بھی اس پر عمل نہیں کیا، اس کو بھی یہ سزا **قیامت تک مسلسل** ملتی رہے گی۔ اور آپ نے تنور جیسے سوراخ میں جن کو جلتے دیکھا، وہ سب **زناکار** ہیں۔ اور جسے آپ نے خونی دریا میں غوطہ زن دیکھا وہ **سودخور** ہے۔ اور درخت کی جڑ کے پاس موجود بزرگ حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن علیہ السلام تھے اور اس کے اردگرد **بچپنے میں فوت شدہ** اولاد ہیں۔ آگ جلاتا ہوا شخص **مالک** کہلاتا ہے جو جہنم کا داروغہ (خزانچی) ہے۔ اور پہلا محل عام اہل ایمان کا ہے اور یہ دوسرا محل شہیدوں کا نعمت کدہ ہے۔ اور میں جبریل (علیہ السلام) ہوں اور یہ میکائیل (علیہ السلام) ہیں۔ اب آپ اوپر دیکھیے، میں نے اوپر دیکھا تو بلندی پر بادل جیسی چیز دکھائی دی۔ ان دونوں نے کہا: وہ آپ کا ٹھکانا ہے۔ میں نے کہا: آپ دونوں مجھے اپنے ٹھکانے پر جانے دیں۔ انہوں نے عرض کیا: دراصل ابھی آپ کی عمر مبارک پوری نہیں ہوئی ہے، جب آپ اسے پوری کر چکیں تو اپنی جگہ پر تشریف لائیں گے۔" [صحیح البخاری الجنائز باب ۹۳ ح ۱۳۸۶، التعبیر باب ۴۸ ح ۷۰۴۷]

انبیاء کرام علیہم الصلاۃ و السلام کا خواب اللہ کی طرف سے وحی کی ایک قسم ہے۔ اس وحی کے ذریعے ہمیں جھوٹ پھیلانے، قرآن مجید کی تلاوت اور اس پر عمل سے جی چرانے، زناکاری اور جنسی بے راہروی اختیار کرنے اور سود کا لین دین کرنے کی سزاؤں کی ایک جھلک دکھائی گئی ہے۔ اور حضرات جبریل اور میکائیل علیہما السلام کے ذریعے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حقیقت بھی ذہن نشین کرائی گئی ہے کہ ان گناہوں میں مبتلا رہ کر مرنے والوں کو **قیامت برپا ہونے تک لگاتار** یہی کڑی سزائیں دی جاتی رہیں گی۔

دیکھیے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشاہدے سے اب تک تقریباً 1422 سے زیادہ سال گزر چکے ہیں اور ان جرائم کے مرتکب **مسلسل** یہی عذاب بھگت رہے ہیں اور ان کے ساتھ آئے روز اور لوگ بھی شامل ہو رہے ہیں۔ اب **قیامت** برپا ہونے میں مزید کتنے ہزار یا لاکھ سال لگیں گے، اس کا علم **اللہ** نے کسی مخلوق کو نہیں دیا ہے۔

اگر عقیدہ توحید پر پختگی کے باعث شفاعت نبوی کا استحقاق حاصل ہوا تو **شفاعت کا مرحلہ** اس تمام مدت کے بعد ہی

آئے گا۔ پھر قیامت کا دن خود ہی پورے 50,000 سال کے برابر ہے۔[سورۃ المعارج٤]

اگر گناہوں کی کثرت کی وجہ سے اس روز شفاعت حاصل نہ ہوسکی، تو اس شدید ترین دن کی ہولناکیوں کے بعد دوزخ میں جانا پڑے گا۔ جہاں کا ہر ایک دن دنیاوی حساب سے ایک ایک ہزار سال کے برابر ہے۔[سورۃ الحج ٤٧]

**تمہید شفاعت:** حذیفہ ﷛ روایت کرتے ہیں: (روز قیامت) تمام لوگوں کو ایک میدان میں اس طرح جمع کیا جائے گا کہ ایک پکارنے والے کی آواز سب سنیں گے اور ہر فرد تمام لوگوں کو دیکھ سکے گا۔ اس حال میں کہ سب ننگے قدم، ننگے بدن اور بلا ختنہ کھڑے ہوں گے، جیسے پیدا ہوئے تھے۔ اللہ پاک کی اجازت کے بغیر کسی کو لب کشائی کی مجال نہ ہوگی۔

پھر اللہ آواز دے گا: ''اے محمد!'' تو آپ ﷺ عرض کریں گے: ''**لبیک وسعدیک، والخیر فی یدیک، والشر لیس إلیک، والمهدی من هدیت، وعبدک بین یدیک، وبک وإلیک، لامنجیٰ ولا ملجأ منک إلا إلیک، تبارکت وتعالیت، سبحانک رب البیت.**'' ''میں تیری بارگاہ میں بار بار حاضری دیتا ہوں اور ہر بار اسے تیری طرف سے شرف وسعادت مانتا ہوں، اور ساری بھلائی تیرے مبارک ہاتھوں میں ہے، اور شر کی نسبت تیری طرف نہیں کرسکتا، اور ہدایت یافتہ وہی ہے جسے آپ ہدایت سے سرفراز کریں، اور آپ کا بندہ آپ کے سامنے حاضر ہے، اور (ساری امیدیں) آپ ہی سے وابستہ ہیں اور (ساری توجہ) آپ ہی کی طرف مبذول ہے۔ آپ کی پکڑ سے کوئی جائے نجات ہے نہ کوئی جائے پناہ، مگر یہ کہ آپ ہی نجات وپناہ عطا فرمائیں۔ آپ ہی نہایت بابرکت اور بلند ترین ہیں، آپ ہی ہر عیب سے پاک ہیں اے بیت اللہ کے رب!'' پس یہ وہ مقام محمود (انتہائی قابل تعریف موقع) ہے، جس کا اللہ تعالیٰ نے تذکرہ فرمایا۔[ جامع البیان ١٥/٩٧، تفسیر القرآن العظیم ٤/١٦٩]

**مقامِ محمود:** ابو ہریرہ ﷛ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے ﴿**عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا**﴾ کے بارے میں سوال ہوا تو فرمایا: ''**هی الشفاعة**''[ ترمذی تفسیر الإسراء ح٣١٣٧ وحسنه، وصححه الألبانی ٣/٢٦٩]

عبداللہ بن عباس رضي الله عنهما کہتے ہیں کہ مقام محمود مقام شفاعت ہے۔ [جامع البیان ١٥/٩٧]

امام ابن کثیر ؒ کہتے ہیں: '' رسول اللہ ﷺ کے بعض شرف ایسے ہیں، جن میں کوئی آپ کے ساتھ شریک نہیں اور کچھ فضائل ایسے ہیں، جن میں کوئی آپ کے برابر نہیں......'' [تفسیر القرآن العظیم ٤/١٦٩]

**شفاعت کی پیشگی رونمائی:** حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ نے نماز فجر ادا فرمائی، پھر خاموشی سے اسی جگہ تشریف رکھا، حتیٰ کہ چاشت کا وقت ہوا تو ہنس دیے۔ پھر اپنی جگہ تشریف رکھا یہاں تک کہ ظہر، عصر اور مغرب کی نماز ادا فرمائی، اس دوران کسی سے کلام نہیں فرمایا۔ اسی طرح عشاء کی نماز ادا فرما کر گھر تشریف لے گئے۔ اس پر لوگوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: آپ رسول اللہ ﷺ سے آج کے انوکھے واقعے سے متعلق دریافت فرمالیتے! ان کے پوچھنے پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''ہاں مجھے دنیا و آخرت کے اہم معاملات دکھائے گئے۔ اور پہلوں سے پچھلوں تک سب کو ایک میدان میں اکٹھا کیا گیا، جس میں لوگ گھبرا گئے، اس گھبراہٹ میں منہ تک پسینے میں ڈوبتے ہوئے حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں گئے اور عرض کیا: اے آدم! آپ تمام انسانوں کے باپ ہیں اور اللہ نے آپ کو فضیلت عطا فرمائی ہے، ہمارے لیے اپنے رب سے سفارش کیجیے۔ انہوں نے جواب دیا کہ یقیناً مجھے بھی تمہاری جیسی حالت کا سامنا ہے، تم اپنے اگلے باپ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس چلو، تو وہ ان کی خدمت میں پیش ہو کر عرض کریں گے: ہمارے لیے اپنے رب سے سفارش کیجیے۔ یقیناً اللہ نے آپ کو برگزیدہ بنایا ہے اور آپ کی دعا قبول فرما کر زمین میں کسی کافر کو آباد نہیں چھوڑا ہے۔ وہ کہیں گے: یہ میرے بس میں نہیں، تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس چلو، بیشک اللہ نے اسے اپنا خلیل بنایا ہے، تو وہ ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں آئیں گے۔ وہ بولیں گے: یہ میرے بس سے باہر ہے؛ لیکن تم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاں جاؤ؛ بیشک اللہ نے ان سے (بلا واسطہ) کلام فرمایا ہے۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کہیں گے: یہ میرے اختیار میں نہیں، لیکن تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں پہنچو، بیشک وہ مادر زاد اندھوں اور برص کے مریضوں کو ٹھیک کرنے اور مردوں کو زندہ کرنے کا معجزہ رکھتے ہیں۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہہ دیں گے: یہ مطالبہ میرے بس میں بھی نہیں ہے؛ لیکن تم لوگ اولادِ آدم کے سردار کی خدمت میں عرض کردو۔ بیشک روز قیامت سب سے پہلے ان پر زمین پھٹ جائے گی یعنی حضرت محمد ﷺ کے پاس چلو، وہی تمہارے حق میں تمہارے رب سے سفارش کریں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: لوگ چلے آئیں گے اور حضرت جبریل علیہ السلام اپنے رب کی طرف جا کر عرض کریں گے، تو اللہ عزوجل فرمائے گا: ان کو (حاضری کی) اجازت پہنچا دو اور انہیں جنت کی بشارت دو۔ پھر جبریل علیہ السلام آپ ﷺ کو لے کر حاضر ہوں گے، تو آپ ﷺ سجدے میں گر پڑیں گے اور ایک ہفتہ کی

مقدار سجدے میں رہیں گے۔ اب اللہ عزوجل فرمائے گا: "**ارفع رأسک وقل یُسمع واشفع تُشفّع**" "محمد! سر اٹھا اور اپنا مدعا بیان کر' سنا جائے گا، اور سفارش کر' مانی جائے گی۔" آپ ﷺ سجدے سے سر اٹھائیں گے، جب اپنے رب عزوجل کا دیدار ہوگا، تو ایک اور ہفتے کے بقدر پھر سجدے میں رہیں گے۔ پھر اللہ عزوجل فرمائے گا: "**ارفع رأسک وقل یُسمع واشفع تُشفع**" آپ ﷺ پھر سجدہ کرنے لگیں گے تو جبریل علیہ السلام آپ کو بازوؤں سے پکڑیں گے اور اللہ عزوجل آپ کو ایسی دعائیں سکھلائیں گے جو پہلے کبھی کسی بشر کو سکھایا نہیں ہے۔ پھر آپ ﷺ یوں (شفاعت) فرمائیں گے: "**أي رب خلقتني سيد ولد آدم ولا فخر، وأول من تنشق عنه الأرض يوم القيامة ولا فخر، حتى إنه يرد على الحوض أكثر مما بين صنعاء وأيلة**" "اے میرے رب! آپ نے مجھے تمام انسانوں کا سردار بنا کر پیدا فرمایا اور اس پر کوئی فخر نہیں، اور روز قیامت سب سے پہلے مجھ پر زمین پھاڑ دی، اس پر بھی کوئی فخر نہیں؛ حتیٰ کہ اب یقیناً میرے حوض پر صنعاء سے ایلہ تک کی مسافت سے زیادہ امتی پانی پینے آئیں گے۔" پھر (اگلے مرحلوں میں) کہا جائے گا: صدیقین کو بلاؤ کہ سفارش کریں، پھر کہا جائے گا: انبیاء کو بلالو۔ فرمایا: پس کسی نبی کے ساتھ ایک جماعت آئے گی اور کسی نبی کے ساتھ پانچ چھ افراد اور کسی نبی کے ہمراہ کوئی نہ ہوگا۔ پھر کہا جائے گا: شہیدوں کو بلاؤ کہ وہ جن کے لیے چاہیں سفارش کریں۔ جب شہید ایسا کرلیں گے تو اللہ عزوجل فرمائے گا: میں تمام رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم والا ہوں، میری جنت میں ہر اس شخص کو داخل کردو جو میرے ساتھ شرک نہیں کرتا تھا۔ پھر وہ سب جنت میں داخل ہوں گے۔ فرمایا: پھر اللہ عزوجل فرمائے گا: جہنم میں دیکھو! کیا تمہیں ایسا کوئی بندہ ملتا ہے جس نے کبھی کوئی نیکی کی ہو؟ اب وہ دوزخ میں ایک شخص کو پائیں گے تو اس سے پوچھیں گے: کیا تم نے کبھی کوئی نیکی انجام دی ہے؟ وہ بولے گا: نہیں سوائے اس کے کہ میں تجارت میں لوگوں سے نرمی برتتا تھا۔ تو اللہ عزوجل فرمائے گا: میرے بندے سے مہربانی کرو، جس طرح وہ میرے بندوں سے نرمی کرتا تھا۔" پھر وہ دوزخ سے ایک اور شخص کو نکال کر پوچھیں گے: کیا تو نے کبھی کوئی نیکی انجام دی ہے؟ وہ کہے گا نہیں؛ لیکن میں نے اپنے بیٹوں کو حکم دیا تھا کہ میرے مرنے پر مجھے جلا کر پیس لو، پھر سرمہ کی طرح ہو جاؤں تو سمندر کی طرف لے جا کر ہوا میں اڑا دو، اس طرح واللہ مجھے جہانوں کا رب قابو نہ کرے گا۔ تو اللہ نے فرمایا: تم نے ایسا کیوں کیا؟ وہ کہے گا: تیرے خوف سے۔ تو اللہ عزوجل فرمائے گا: دنیا کے سب سے بڑے بادشاہ کی ریاست کو دیکھو، بیشک تیرے لیے اتنا اور اس سے دس گنا زیادہ تیار ہے۔ تو وہ عرض کرے گا: آپ مجھ سے

مذاق کیوں کرتے ہیں جبکہ آپ حقیقی شہنشاہ ہیں! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس بات پر چاشت کے وقت میں ہنس پڑا تھا۔" [مسند أحمد ۱/ ۱۹۳-۱۹۵ ح ۱۵ و حسنه الأرنؤط وزملاؤه]

## آخرت میں رحمۃ للعالمین ﷺ کی شفقت کا پہلا مظاہرہ: "شفاعتِ کبریٰ"

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ روز قیامت لوگوں کو اکٹھا فرمائیں گے تو وہ کہیں گے: "لو استشفعنا علی ربنا حتیٰ یریحنا من مکاننا"...... [بخاری کتاب الرقاق باب ۵۱ ح ۶۵۶۵، مسلم: کتاب الإیمان، اللؤلؤ والمرجان ۱/ ۶۹-۷۰] **یعنی** ان کا حضرت آدم سے خاتم النبیین ﷺ تک شفاعت کی طلب میں جانے کا اولین مقصد یوم قیامت کی تکلیفوں سے چھٹکارا پانا تھا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ حدیثِ شفاعت میں روایت کرتے ہیں کہ قیامت کا دن نہایت طویل ہوگا تو لوگ آپس میں کہیں گے "انطلقوا بنا إلی آدم أبی البشر فیشفع إلی ربنا فلیقض بیننا"...... [مسند أحمد ح ۲۵۴۶ وقال الأرنؤط و زملاؤه: حسن لغیره ۴/ ۳۳۰-۳۳۲] "ہمیں انسانوں کے باپ حضرت آدم کے پاس جانا چاہیے تا کہ وہ ہمارے رب سے سفارش کر کے اللہ سے ہمارے درمیان فیصلہ شروع کروائیں۔"

**عبداللہ** بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: "بیشک سارے لوگ (خوف کے مارے) گھٹنوں کے بل پڑے ہوں گے، ہر امت اپنے اپنے پیغمبر کے پیچھے لگے گی اور مطالبہ کرے گی: "اے فلان! شفاعت کیجیے، اے فلان! شفاعت کیجیے" یہاں تک کہ شفاعت (کا مطالبہ) نبی کریم ﷺ تک پہنچے گا۔ بس یہی وہ دن ہے جب اللہ پاک آپ ﷺ کو مقام محمود (انتہائی قابل تعریف مرتبے) پر فائز فرمائے گا۔" [بخاری تفسیر سورۃ الاسراء باب ۱۱ ح ۴۷۱۸]

آپ رضی اللہ عنہ مزید روایت کرتے ہیں: "بیشک سورج روزِ قیامت قریب ہوگا، یہاں تک کہ پسینہ آدھے کان تک پہنچے گا۔ اس (خطرناک وتکلیف دہ) حالت میں وہ حضرت آدم علیہ السلام سے فریاد کریں گے۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پھر حضرت محمد ﷺ سے۔" اور عبداللہ بن صالح کی روایت میں ہے: "فیشفع لیقضیٰ بین الخلق" "پس آپ ﷺ شفاعت فرمائیں گے، **تاکہ مخلوقات کے درمیان فیصلہ صادر کیا جائے۔** پھر آپ ﷺ تشریف لے جا کر (جنت کے) دروازے کے چھلے کو پکڑیں گے۔ پس یہ وہ عظیم دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو مقام محمود پر رونق افروز فرمائیں گے۔ اس اعزاز پر

میدانِ محشر کے تمام افراد آپ ﷺ کی تعریف میں رطب اللسان ہوں گے۔ [ بخاری الزکاۃ باب ۵۲ ح ۱۴۷۵، ۱۸ ۴۷]

ابیّ بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''إذا کان یوم القیامة کنت إمام النبیین وخطیبهم وصاحب شفاعتهم غیر فخر'' قیامت کے دن میں تمام نبیوں کی امامت وخطابت کروں گا اوران کے حق میں شفاعت کروں گا، اس پر کوئی فخر نہیں ہے۔'' [الترمذی المناقب باب ۱ ح تابع ۳۶۱۳ وقال حسن صحیح غریب ۔ وحسنه الألبانی، صحیح ابن ماجه ح۳۴۸۲، أحمد ۱۳۷/۶]

**شفاعت کبریٰ کیا ہے؟** حدیث انس رضی اللہ عنہ کے مطابق اس مطالبے کا اصل مقصد روزِ قیامت کی سختیوں سے نجات ہوگا۔ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ میں ہے کہ یہ مطالبہ حساب کتاب شروع کروانے کے لیے ہوگا۔ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ کے تحت یہ وہ شفاعت ہے، جس سے دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام معذرت فرمائیں گے۔ اور حضرت محمد ﷺ کو اس کی خاطر مقامِ محمود پر فائز کیا جائے گا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی دوسری حدیث کی رو سے یہ شفاعت **تمام مخلوق کے درمیان فیصلہ شروع کروانے کے لیے** ہوگی اور اس سے فیض یاب ہوکر تمام اہل محشر اپنے شفیع اعظم ﷺ کی تعریف کریں گے۔ اور حدیث ابی بن کعب رضی اللہ عنہ میں صراحت ہے کہ اسی شفاعت سے سارے انبیائے کرام علیهم الصلاۃ و السلام بھی مستفید ہوں گے۔

**بس یہی وہ شفاعت کبریٰ ہے جو صاحبِ مقامِ محمود ﷺ فرمائیں گے اور اسی سے آپ کا ''رحمۃ للعالمین'' ہونا بھی ہر ایک پر عیاں ہوجائے گا۔** واللہ سبحانه وتعالیٰ أعلم وعلمه أتم

ان صحیح وحسن احادیث کی تائید نے راقم کو اس موضوع پر درج ذیل حدیث بھی پیش کرنے کا حوصلہ دیا ہے:

قال الطبریؒ: حدثنا أبو کریب قال حدثنا عبد الرحمن بن محمد المحاربی عن اسمٰعیل بن رافع المدنی عن یزید بن أبی زیاد عن رجل من الأنصار عن محمد بن کعب القرظی عن أبی هریرة رضی اللہ عنہ قال: قال رسول الله ﷺ: '' توقفون موقفا واحدا یوم القیامة مقدار سبعین عاما لاینظر إلیکم ولا یقضی بینکم قد حصر علیکم فتبکون حتی ینقطع الدمع، ثم تدمعون دما وتبکون حتیٰ یبلغ ذلک منکم الأذقان أو یلجمکم، فتصیحون ثم تقولون: ''من یشفع لنا إلی ربنا فیقضی بیننا'' فیقولون: من أحق بذلک من أبیکم آدم علیہ السلام، جبل الله تربته وخلقه بیده ونفخ فیه من روحه و کلمه قبلا، فیؤتیٰ آدم علیہ السلام فیطلب ذلک إلیه فیأبیٰ. ثم یستقرء ون الأنبیاء نبیا نبیا، کلما جاء وا نبیا

أبی.قال رسول اللهﷺ حتی یأتونی فإذا جاء ونی خرجت حتی آتی الفحص قال أبو هریرة ﷺ: یارسول الله وما الفحص؟ قال:'' قدام العرش'' فأخر ساجداً ،فلا أزال ساجدا حتی یبعث الله إلیّ ملکا فیأخذ بعضدیّ فیرفعنی ثم یقول الله لی:''یا محمد'' فأقول:''نعم''–وهوأعلم– فیقول:ما شأنک ؟ فأقول:''**یارب وعدتنی الشفاعة، فشفعنی فی خلقک فاقض بینهم**''.فیقول:''**قد شفعتک،أنا آتیکم فاقضی بینکم**'' قال رسول الله ﷺ: فأنصرف حتی أقف مع الناس، فبینما نحن وقوف سمعنا حسا من السماء شدیدا فهالنا، فنزل أهل السماء الدنیا بمثلی من فی الأرض من الجن والإنس،حتیٰ إذا دنوا من الأرض أشرقت الأرض بنورهم وأخذوا مصافهم فقلنا لهم: أفیکم ربنا؟ قالوا:لا، وهو آت، ثم نزل أهل السماء الثانیة بمثلی من نزل من الملائکة وبمثلی من فیها من الجن والإنس،حتیٰ إذا دنوا من الأرض أشرقت الأرض بنورهم وأخذوا مصافهم فقلنا لهم:أ فیکم ربنا؟ قالوا:لا، وهو آت، ثم نزل أهل السماء الثالثة بمثلی من نزل من الملائکة وبمثلی من فی الارض من الجن والإنس، حتیٰ إذا دنوا من الأرض أشرقت الأرض بنورهم وأخذوا مصافهم فقلنا لهم:أ فیکم ربنا؟ قالوا:لا، وهوآت، ثم نزل أهل السمٰوٰت علی عدد ذلک من التضعیف حتی نزل الجبار فی ظلل من الغمام والملائکة ولهم زجل من تسبیحهم.یقولون:''سبحان ذی الملک والملکوت، سبحان رب العرش ذی الجبروت، سبحان الحی الذی لایموت، سبحان الذی یمیت الخلائق ولایموت، سبوح قدوس رب الملائکة والروح، قدوس،قدوس، سبحان ربنا الأعلیٰ، سبحان ذی السلطان والعظمة، سبحانه أبداً أبداً.'' فینزل تبارک وتعالیٰ یحمل عرشه یومئذ ثمانیة وهم الیوم أربعة، أقدامهم علی تخوم الأرض السفلیٰ، والسمٰوٰت إلی حجزهم والعرش علیٰ مناکبهم.فوضع الله عزوجل عرشه حیث شاء من الأرض، ثم ینادی مناد نداءً یسمع الخلائق فیقول: یا معشر الجن والإنس! إنی قد أنصت منذ یوم خلقتکم إلی یومکم هذا، أسمع کلامکم وأبصر أعمالکم فانصتوا إلیّ ، فإنما هی صحفکم وأعمالکم تقرأ علیکم؛ فمن وجدخیرا فلیحمد الله ، ومن وجد غیر ذلک فلا یلومنّ إلا نفسه.'' فیقضی الله عزوجل بین خلقه الجن والإنس والبهائم، فإنه لیقتص یومئذ

**للجماء من ذات القرن."**

"قیامت کے دن سارے لوگوں کو (محشر میں) ایک جگہ ٹھہرایا جائے گا، اس دوران نظرِ رحمت ان پر ہوگی نہ ان کے متعلق فیصلہ کیا جائے گا...... پھر آپس میں کہنے لگیں گے کہ ایسا کون ہوسکتا ہے جو ہمارے حق میں ہمارے رب سے سفارش کر کے حساب شروع کروائے؟ پھر وہ بول اٹھیں گے: یہ کارنامہ تمہارے باپ حضرت آدم علیہ السلام کے سوا کون انجام دے سکے گا، جس کی مٹی کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا اور اسے اپنے مبارک ہاتھ سے بنا لیا اور اپنے خاص حکم سے اس میں روح پھونکی اور بالمشافہ ان سے بات کی۔" تب حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے پہنچا جائے گا، حضرت آدم علیہ السلام اس کام سے انکار فرمائیں گے۔

پھر وہ ایک ایک کر کے مختلف انبیاء کرام علیہم السلام کی خدمت میں یہ گزارش کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ آخر کار سب میری خدمت میں حاضر ہوں گے۔ جب سب میرے پاس آئیں گے تو میں نکل کر "الفحص" تک آؤں گا۔ (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے استفسار پر فرمایا کہ یہ عرش الٰہی کے سامنے کی جگہ ہے۔) پھر میں سجدے میں جاؤں گا اور سجدہ لمبا ہوگا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیج دے گا جو مجھے بازو سے پکڑ کر اٹھائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ مجھ سے فرمائے گا: "تیرا مدعا کیا ہے؟" میں عرض کروں گا: "اے میرے رب آپ نے مجھ سے شفاعت (کی اجازت) کا وعدہ فرمایا ہے، پس آپ کی مخلوقات کے حق میں میری شفاعت کو شرف قبولیت سے نوازتے ہوئے ان کے درمیان فیصلہ فرمائیے۔"

اللہ فرمائے گا: "یقیناً میں نے تجھے شفاعت (کبریٰ) کا حق عطا فرمایا ہے، اب میں تمہارے ہاں تشریف لاتا ہوں اور فیصلہ فرماتا ہوں۔" رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: اب میں پلٹ کر لوگوں کے ساتھ کھڑا ہوں گا...... پھر فرشتوں کی تسبیح وتقدیس کی گونج میں برکتوں اور بلندیوں والا اللہ جلوہ افروز ہوگا۔ اس کے عرش کو اُس روز آٹھ فرشتے اٹھائے ہوئے ہوں گے...... اللہ فرمائے گا: "یہ تمہارا اپنا ریکارڈ اور تمہارے ہی اعمال ہیں جو تمہیں پڑھ کر سنائے جائیں گے۔ بس اب جو کوئی بھلائی پائے اسے (توفیق خیر پر) اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے، اور جو کوئی اس کے علاوہ پائے وہ اپنی ذات کے سوا ہرگز کسی کی ملامت نہ کرے۔" پھر اللہ - عزوجل - جنوں، انسانوں اور جانوروں سمیت اپنی تمام مخلوقات کا فیصلہ صادر فرمائیں گے، بیشک وہ اس روز سینگ دار جانور سے بے سینگ کا قصاص بھی لیں گے۔"

{یہ حدیث اہل علم کے مطالعے کے لیے مکمل پیش کی گئی ہے اور اس کے جن حصوں کو صحیح احادیث وآیات قرآنیہ کی